علم تفسیر پہلے مدون ہوا یا علم حدیث

از

(جناب خواجہ حافظ محمد علی شاہ صاحب)

ذیل کا مضمون عنوان بالا پر ایک اجمالی بحث ہے۔ اور گو اس میں ارباب علم کے لئے مکمل آسودگی کا سامان نہیں لیکن بحیثیت مجموعی چند خیال افزا اور بصیرت افروز اشارے ہیں شاید قرآن پاک کے سلسلہ میں مطالعہ کرنے والے اصحاب کے لئے کسی درجہ میں مفید ثابت ہوں۔ ۱۹۳۷ء و ۱۹۳۸ء میں راقم سطور پنجاب یونی ورسٹی میں تفسیر قرآن پاک کے سلسلہ میں ریسیرچ کا کام کر رہا تھا اور میٹیل کالج لاہور کے وولز ہوسٹل میں قیام تھا یونی ورسٹی اور کالج کے ارباب فضل و کمال اور اہل علم حضرات کی علم دوستی و طلبہ نوازی مذاقِ علمی اور ذوق تحقیق کی تربیت اور آسودگی کا مکمل سامان اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ مضمون اسی وقت بطور یادداشت کے لکھ لیا تھا کہ کسی فرصت میں اس پر غور کر کے اہل علم کے سامنے پیش کرنے کے قابل بنایا جائے گا۔ مگر اب بعینہٖ ان ہی سطور کو مجلہ برہان کے ذریعہ اہل علم کے سامنے اس علمی ماحول کے دل سے محو نہ ہونے والی یاد کے طریقہ پر اپنی کج مج بیانی اور ہیچمدانی کا اعتراف کرتے ہوئے اس لئے پیش کرتا ہوں کہ۔

ترے نظارے سے بڑھتی ہے بصارت ای زلف ۔۔۔ سرمہ بن جاتی ہے، آنکھوں میں سیاہی تیری

(محمد علی)

قرآن عزیز کے اولین پیرو کار سلف صالحین صحابہؓ و تابعینؒ کی زیادہ تر توجہ علوم کتاب و سنت کو یوں اور نوشتوں کی صورت میں جمع کرنے اور تدوین و تالیف کرنے کی طرف نہ تھی بلکہ ان کا تمام تر مدار حفظ و سماعت، تلقی و تعلیم اور نقل و روایت پر تھا اسی سے قرآن مجید کے حکموں اور حکمتوں پر وتذکر اور عمل و تفقہ کی راہیں ان پر کھلیں۔

لیکن جب تدوین و تالیف کی ضرورت محسوس ہوئی زمانہ گواہ ہے کہ کتاب و سنت کی ترویج و اشاعت اور بقا و احیاء کے لئے علوم و فنون اور ان کے اصول و فروع، مبادی و مسائل جملہ مباحث کو کتابوں میں مدون بھی کیا گیا اور جدید علوم و فنون بھی ایجاد کئے گئے اور جیسا کہ علامہ ابن خلدونؒ نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں تصریح کی ہے اس میں زیادہ تر علمائے عجم نے حصہ لیا اور اہل عجم نے شرعی و غیر شرعی ہر قسم کے علوم و فنون میں کتابیں لکھیں اور غیر عربی کتابوں کے عربی زبان میں ترجمے کئے۔ خالص عرب علماء کا تصنیف و تالیف اور تراجم و تدوینِ کتب میں بہت کم دخل رہا اور انھوں نے اس میں بہت کم حصہ لیا۔

آغازِ اسلام میں کون سے علم یا فن کی سب سے پہلے تدوین ہوئی بظاہر اس بارے میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا بلکہ تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ "علم حدیث" کی تدوین ہوئی اور احادیث و آثار نبوی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) صحیفوں اور کتابوں میں جمع کئے گئے۔

رہا یہ امر کہ علم حدیث میں اولاً کس بزرگ نے تالیف کی اس میں زیادہ مشہور علی الاطلاق دو نام لئے جاتے ہیں۔ ابن شہاب زہریؒ کا اور ابن حزمؒ کا علاوہ ازیں حدیث کی انواع مختلفہ و اقسام متفرقہ کے اولین مصنفین میں قریباً چالیس بیالیس دیگر علمائے تابعین کے نام بھی لئے جاتے ہیں۔ اول مصنف یا مدون شمار ہوتے ہیں لیکن اس وقت ان سب قدیم نوشتوں اور کتابوں میں سوائے امام مالکؒ کی موطا کے اور دوسری کتاب یا صحیفہ ہمارے پاس موجود نہیں

نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل، حال و صفت "قرآن ذی الذکر" کی علمی و عملی تشریح و تفصیل ہے اور آپ کا قول و فعل، سنت و حدیث اور خبر و اثر کہلاتا ہے اور آپ ہی کی اتباع و اطاعت کی مماثلت و مناسبت کی وجہ سے آپ کے صحابۂ کرام اور صحابہ کے تلامذہ حضرات تابعین کے قول و فعل اور وصف و حالت کو بھی احادیث و آثار اور سنن و اخبار کہا جاتا ہے اس لئے قرینِ صدق و صواب یہی امر ہے کہ علم حدیث و آثار ہی عہد اول میں مدون کئے گئے۔

ؔ جو علم حدیث و آثار کے ان اصناف خاص کے

اس کے برخلاف بعض علمائے مصر کی یہ رائے ہے کہ اسلام میں علم تفسیر سب سے پہلے مدّون ہوا ہے اور سب سے پہلی تفسیر مجاہد کی تفسیر ہے (فجرالاسلام)

لیکن تاریخی طور پر اس خیال کی تصدیق نہیں ہوتی اور جیسا کہ ہم بیان کریں گے کوئی تاریخی ثبوت اس امر کا موید نہیں۔

کیونکہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ علم تفسیر اول مدوّنات میں سے ہے تب بھی امر نا قابل انکار ہے کہ وہ تفسیر روایات و اخبار اور آثار و احادیث ہی کی صورت میں سرکار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول ہوگی اور ظاہر ہے کہ اسی نقل و روایت ہی کا نام حدیث ہے لہٰذا علم حدیث ہی کا اول مدّونات میں ہونا ثابت ہوگا جس پر تمام ارباب علم کا اتفاق ہے اور اول تو یہ امر ثابت ہی نہیں کہ وہ کتب و صحائفؒ جو سلف صالحین کے جمع کردہ یا تالیف شدہ ہیں اور چالیس بیالیس کے قریب حضرت تابعین نے حدیث کے مختلف انواع و اقسام کے مضامین پر جو کتابیں جمع و تدوین کی ہیں ان میں علم تفسیر کا بھی کوئی مستقل صحیفہ اور مجموعہ ہے۔

مصر کے بعض علماء کا علم تفسیر کو اول تدوین قرار دینے کا منشا غالباً یہ ہے کہ ملا کاتب چلپیؒ نے کشف الظنون ص۳۱۴ و ص۳۱۵ پر تفسیر مجاہدؒ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مجاہدؒ حضرت ابن عباسؓ کے تلامذہ و اصحاب میں سے ہیں۔ جلیل الشان، معتمد و ثقہ کبیر تابعی ہیں ان کی تفسیری روایات حضرت ابن عباسؓ کے دوسرے تلامذہ کی نسبت سے اگرچہ کم ہیں لیکن آپ ان سب تلامذہ میں زیادہ موثوق بہ اور معتمد علیہ ہیں اسی وثوق و اعتماد کی بنا پر امام شافعیؒ نے کتاب الام میں اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں زیادہ تر ان سے روایات نقل کی ہیں۔

حضرت مجاہدؒ کی وفات پہلی صدی ہجری کے بعد ہوئی ۱۰۲ھ میں یا ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں اس کے علاوہ بھی آپ کی وفات کے بارے میں چند اقوال ہیں تاہم آپ پہلی صدی ہجری کے بعد وفات

۱؎ یعنی تفاسیر اور تفسیری روایات کا ۱۲

پانے والوں میں ہیں لیکن کشف الظنون میں ذکر ہونے سے یہ کہاں معلوم ہوا کہ مولفین و جامع احادیث اور کتب و صحائف حدیث کی طرح حضرت مجاہدؒ نے کوئی صحیفہ خود مدون کیا تھا آپ تفسیر کی کتاب [illegible] میں اس لئے کہ کوئی معروف کتاب اگر کسی مشہور عالم مصنف کی طرف منسوب ہو تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ وہ مشہور عالم یا مصنف خود اس کے مؤلف و مصنف اور جامع بھی ہیں اور انھوں نے اس کو مرتب بھی کیا ہے کیونکہ اکثر ایسا ہے کہ کوئی معروف کتاب کسی کی طرف منسوب کر دی جاتی ہے اور کہا جایا کرتا ہے کہ فلاں شخص اس کے مصنف و مؤلف اور جامع و مدوّن ہیں مگر بذات خود وہ اس کے جامع و مؤلف نہیں ہوتے بلکہ مابعد کے علماء ان کے ملفوظات و اقوال و آراء یا ان کی طرف منسوب روایات کو یکجا جمع کر کے ان کے نام سے مشتہر اور شائع کر دیا کرتے ہیں۔

تفسیر ہی میں حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر کے بارے میں مسلم ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس کو جمع یا تالیف نہیں کیا اور آپ کی تفسیری روایات کتابی صورت میں جیسا کہ اب ہمارے سامنے موجود ہے خود آپ کی جمع کی ہوئی نہیں ہیں اور یہ تفسیر جو آپ کی طرف منسوب ہے اور آپ کے نام سے مشہور ہے، جس کا نام "تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباسؓ" ہے۔ صاحب قاموس علامہ مجد الدین شیرازی متوفی ۸۱۶ھ یا ۸۱۷ھ نے جمع کی ہے اور آپ کی طرف نسبت کردہ تمام اقوال و مقولات اور آراء و مرویات کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اور پھر آپ کی طرف نسبت دے دی ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ یہ آپ کی تفسیر ہے اور چونکہ آپ خود اس کے جامع و مؤلف نہیں اس لئے یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ یہ آپ کی تالیف نہیں۔

اسی طرح کی ایک تفسیر اس زمانہ میں شائع ہوئی ہے ابو مسلم محمد بن بحر اصفہانی کی تفسیر ہے جن کی وفات ۳۲۲ھ میں ہوئی۔ مولانا سعید انصاری ندوی (دار المصنفین اعظم گڑھ) نے امام رازی کی تفسیر کبیر (مفاتیح الغیب) سے التقاط و انتخاب کر کے یہ تفسیر شائع کی ہے۔ اور تمام ان اقوال و آراء کو جو ابو مسلم اصفہانی کی طرف منسوب ہیں یکجا جمع کر کے کتابی صورت میں ابو مسلم اصفہانی

کی تفسیر کے نام سے چھپوایا ہے خود ابو مسلم اس کے جامع اور مؤلف نہیں ہیں ایسا ہی تفسیر مجاہدؒ اور دوسری تفاسیر کے بارے میں سمجھنا چاہئے۔

علیٰ ہذا حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر اور دوسرے صحابہ و تابعین تبع تابعین کی تفسیری روایات ان کی خود اپنی جمع کردہ اور تالیف نمودہ نہیں ہیں۔ البتہ احادیث نبویہ کے صحیفے اور کتابیں ان کے مؤلفین و جامعین کے اپنے جمع کئے ہوئے اور تالیف کئے ہوئے ہیں اور ان میں تفسیری روایات کا ایسا کوئی مستقل مجموعہ نہیں جو ہم تک پہنچا ہو اور صرف تفسیری روایات پر مشتمل ہو

قرآن پاک کے جمع و کتابت کے بارے میں تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وعدۂ خداوندی

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

ان علینا جمعہ وقرآنہ، فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ، ثم ان علینا بیانہ

اس کی حفاظت و حراست، جمع و قرارت اور تالیف و تدوین کا ذمہ دار ہے۔

اور اس کی حفاظت کی جو بھی صورت قدرت کی طرف سے انسان کے ذریعہ کرائی جاسکتی تھی وہ کرائی گئی دلوں اور دماغوں کو اس کے حفظ و استظہار کے لئے کشادہ کر دیا گیا۔ اونٹ کے پالان، درختوں کے پتے، پتھر کے ٹکڑے، لکڑی کے تختے، جانوروں کے چمڑے اور کھال اور کاغذ وغیرہ مختلف اشیاء پر جیسا کہ اس زمانہ میں کتابت کا طریقہ تھا اور جن جن چیزوں پر اس عہد میں لکھنے کا دستور تھا، قرآن عظیم کی کتابت ہوتی تھی لیکن یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے اندر ہی بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارک میں اور آپ کے سامنے ہی آپ کے فرمودات اور آپ کے اقوال و افعال وارشادات قلمبند کئے جانے شروع ہو گئے تھے اور گو آپ نے قرآن پاک کے ساتھ التباس و اشتباہ کے خیال سے اپنے ارشادات کو لکھنے اور قلمبند کرنے کی ایک وقت میں ممانعت بھی فرمائی تھی مگر آپ ہی کے ارشاد سے (اکتبوا لابی شاہ) ابو شاہ یمنی صحابی کو آپ کے فرمودات لکھ کر دئے گئے۔ اور آپ کے متعدد صحابہ نے آپ کی

بہت سی روایات واحادیث کو لکھ کر جمع کیا اور تابعین کرام میں اکابر واعاظم نے نہایت اہتمام کے ساتھ احادیث وروایات کے جمع وتالیف کی طرف توجہ کی کسی نے کسی باب کی اور کسی نے کسی باب کی حدیثیں جمع کیں۔

ان میں ایک معتبر و مستند صحیفہ جو اب موجود ہے امام مالک بن انس کا مؤطا ہے۔ امام مالکؒ کی وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی اس کتاب کی اشاعت سب سے پہلے ہندوستان (دہلی) میں ہوئی اور سب سے زیادہ مستند نسخہ مؤطائے مالکؒ اسلام میں ایسی کتاب ہے جو قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری و صحیح مسلم جیسی مستند و مقبول حدیثوں کی کتابوں سے جمع وتالیف کے اعتبار سے مقدم ہے اور جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اور شاہ عبدالعزیزؒ نے بستان المحدثین نیز عجالۂ نافعہ میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ و مسلم کی کتابیں درحقیقت مؤطا امام مالکؒ کی شرحیں ہیں اور مؤطا ام الصحیحین ہے کہ بخاریؒ و مسلمؒ کی اساس ہی مؤطا پر ہے جس طرح مؤطا امام مالک ایک بلند پایہ تابعی کی جلیل القدر تالیف مشہور ہوئی اور اسلام میں اس کو تلقی بالقبول حاصل ہوا۔ اس طرح قرآن مبین کے تفسیر کے بارے میں کسی صحابی یا تابعی کی لکھی ہوئی کوئی کتاب یا صحیفہ رائج و مشہور نہیں ہوا۔

اگرچہ قرین قیاس یہ ہے کہ سب سے اول قرآن پاک کی تفسیر ہی مدون و مرتب ہونی چاہئیے، اب چونکہ ظاہر ہے کہ عہد سلف کی کوئی تفسیری کتاب و صحیفہ ان کا جمع کردہ اور ترتیب دادہ ہمارے پاس موجود نہیں اور ہم تک نہیں پہنچا۔

اور گفتگو اس امر میں ہے کہ ابتداءً کون سا علم یا فن مرتب و مدون ہوا اور اسلام میں سب سے پہلے کس علم و فن کی تالیف ہوئی اس لئے یقینی اور حتمی طور پر تفسیر مجاہد یا کسی اور تابعی بلکہ کسی صحابی کی تفسیر کے متعلق اولیت و اقدمیت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ (باقی آئندہ)

ے مولانا عبیداللہ صاحب سندھیؒ تلمیذ شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ نے مکہ مکرمہ سے ۱۳۵۱ھ میں شائع کیا ۱۲۔